رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ —— Regd L. No 2595

Regd L. No 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا

نور

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۷ و ۲۱ کو شائع ہوتا ہے

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
" ششماہی " " ۱/۱۲
" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے
" امراء " ۵ روپے
" ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

جلد ۲۵ — اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء مطابق ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ — نمبر ۳۴

مختصر نوٹ

دوستوں کیلئے ضروری اطلاع

پندرہ روز پہلے اطلاع دینے کے بعد جن بھائیوں کے نام یکم ستمبر کو اخبار کے وی پی کئے گئے ہیں، اب ان بھائیوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ وی پی وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے۔ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں، ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا بلاشبہ اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے اس نازک وقت میں جبکہ نور کا فنڈ قریباً سات سو روپیہ کا مقروض ہے دوستوں کا فرض ہے کہ نہ صرف وی پی ہی وصول فرمائیں، بلکہ اس کی توسیع اشاعت کیلئے بھی مردانہ سعی کر کام لیں۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے جنہیں نور کی خریداری کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں، صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ

یقیناً خیر خواہان ملت اس خبر کو نہایت انبساط سے سنینگے کہ الحمد للہ فرقان حمید کا ہندی ترجمہ پندرہ پارے تک طبع ہو چکا ہے، انشاء اللہ بقیہ پندرہ پارے اول تو تین ورنہ حد چار ماہ میں مکمل ہو جائیں گے، جب میں نے مشنری رپورٹوں میں یہ پڑھا کہ عیسائیوں کی باہمت قوم نے دنیا کی نو سو السنہ میں سے آٹھ سو چھپتر زبانوں میں اپنے مقدس صحیفہ کا ترجمہ کر دیا ہے اور چھبیس زبانیں بھی وہ بچی ہیں جن کی تا حال الف با ایجاد نہیں ہوئی، تو میری روح پھڑک اٹھی کہ کہاں ہمارا یہ حق الیقین کہ فرقان کریم آخری الہامی صحیفہ ہے اور اسی پر چلنے سے دنیا کی نجات وابستہ ہے اور پھر کہاں ہماری یہ مجرمانہ سستی کہ اور تو اور اس وقت تک ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی فرقان کریم کے تراجم نہیں کر سکے، چنانچہ اسی ملی جذبہ نے باوجود بے بسی اور بیکسی کے کلام مجید کے گورمکھی ترجمہ پر آمادہ کیا، جو چھپکر گورمکھی دان پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ بھی چکا ہے اور جو الحمد للہ اسکے شیریں ثمرات سے مستفیض بھی ہو رہی ہے اور اسی اضطراب نے فرقان حمید کے ہندی ترجمہ کیلئے ابھارا، جو اللہ کے کرم سے تین چار ماہ تک ہندی دان پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا، یہ محض اللہ کا کرم ہے اور اس کے پیارے کلام کی برکت

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا اور سردار محمد یوسف ایڈیٹر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورنہ نہ میرے پاس قابلیت اور نہ روپیہ، میں اپنی بےبسی کو کسی اور کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہوں مگر یہ اللہ کا محض فضل ہے کہ وہ مجھ ناچیز سے کام لے رہا ہے، اسکی قدرت کے کیا کہنے، جب اُسنے حضرت موسیٰؑ کے عصا سے کام لے لیا، تو اگر اس قادر مطلق ہستی نے مجھ ناچیز کو بھی کوئی خدمت کا موقعہ دے دیا تو یہ محض اس کی ذرہ نوازی ہی میری کوئی خوبی نہیں۔

رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

جس کا دوسرا نام "پوتر جیون" ہے، یقیناً دوست اس خبر کو کمال خوشی سے سنیں گے، کہ چار سو صفحات میں سے سو صفحے چھپ چکے ہیں، اور میرا خیال ہے کہ انشاءاللہ تین ماہ تک یہ بھی مکمل ہو جائے گی، گو ایک ہی وقت میں قرآن کریم کے ہندی ترجمہ اور گورمکھی سیرت کو شروع کرنے سے میں اپنے آپکو غیر معمولی طور پر کام کے نیچے دبا ہوُا پاتا ہوں، جس کا کسی قدر اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے بارہ بجے کے کھانا کھانے کی بھی فرصت نہیں ملتی، مگر ایک ہی وقت میں دو کام شروع کرنے کا یہ بھید ہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جو کار خیر جتنی جلدی بھی انجام پذیر ہو سکے، اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے، سیرت کی ضرورت ترجمہ سے کم نہ تھی۔ آئے دن اغیار کی طرف سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، اور اس کے نتیجہ میں جو ہندو اور مسلمانوں میں سر پھٹول ہوتی آزردگی اور کشیدگی پھیلتی ہے، اسے بھی آپ دوست بخوبی جانتے ہیں، اغیار کی اس ذہنیت کو بدلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے لوگوں کو آگاہ کر سکیں، میرا یہ ایمان ہے کہ جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر رسول مقبول صلعم کی سیرت مطہرہ کو پڑھیگا وہ حضور پُرنورؐ کے قدموں میں شردھا اور عقیدت کے پھول چڑھائے بغیر نہیں رہ سکیگا۔ اسی مقدس احساس نے باوجود اس بےبسی اور بیکسی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت لکھنے کیلئے آمادہ کیا، الحمدللہ! جواب زیر طبع ہے، کلام مجید کے ہندی ترجمہ اور حضرت اقدس کی گورمکھی سیرت، کی طباعت کے متعلق دوستوں کا بھی آخر کچھ فرض ہے، اور وہ فرض کیا ہے، اسے دوستوں کو خود بھی سمجھنا چاہیئے، اور جب وہ اس پر ذرا بھی غور فرمائینگے تو ان کا دل اُنہیں یہ کہیگا کہ اس کار خیر اور بہتر [illegible] تبلیغی کام میں ایک مجاہد بھائی کا ہاتھ بٹانا ان کا فرض اولی ہے۔

سِکھ اور گائے

میں نے اخبارات میں اس خبر کو نہایت تعجب سے پڑھا کہ گزشتہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر سمرائن تحصیل حافظ آباد کے علاقہ میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان ذبیحہ گائے کے متعلق فساد ہو گیا تھا، جس کے نتیجہ میں دو مسلمان قتل بھی ہوئے تھے، جہاں تک میں نے سکھ مذہب کا مطالعہ کیا ہے مجھے سکھوں کے لٹریچر میں کوئی ایسی بات نہیں مل سکی جس سے اشارتاً اور کنایتاً بھی گائے کا احترام نکلتا ہو، برخلاف اس کے رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں یہ لکھا ہے کہ لنگر (باورچی خانہ) میں نہ گائے کا گوبر جلائے اور نہ گائے کے گوبر سے پوچہ دے، پھر سردار بہادر جناب بھائی کاہن سنگھ جو موجودہ صدی کے سکھ مذہب کے سب سے بڑے فاضل ہیں، وہ اپنی مشہور تصنیف "ہم ہندو نہیں" کے صفحہ ۶۰۹ پر ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آپ کے مذہب میں پاکیزگی کیلئے گائے کا پیشاب اور پنچگویہ دیا جاتا ہے، سکھ مذہب میں آپ اس کی بے قدری کا اس سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس باورچی خانہ میں گائے کے گوبر کا پوچہ دیا جائے وہاں کڑاہ پرشاد (متبرک حلوا) تیار نہیں کیا جاتا اور یہ طریق آج سے نہیں بلکہ گورو صاحبان کے وقت سے چلا آرہا ہے" سکھ مذہب کا یہی فاضل بے بدل اپنی اسی مشہور تصنیف کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھتا ہے کہ "سکھ مذہب میں گائے کی عظمت نہیں یعنی نہ تو سکھ گائے کا گوبر اور پیشاب کھاتے پیتے ہیں، اور نہ ہی اس کے گوبر کا چونکا (پوچا) دیتے ہیں، اور نہ ہی مہمانوں کو گئوگھن کے نام سے پکارتے ہیں" اب اس سے صاف ظاہر ہے، کہ سکھ مذہب میں گائے کی عظمت کو کوئی جگہ نہیں مگر پھر جو سکھ لوگ گائے کے متعلق مسلمانوں سے آئے دن برسر پیکار ہوتے رہتے ہیں، اس کی ایک ہی وجہ ہے کہ گاؤں کے رہنے والے سکھ بوجہ بےعلمی کے اپنے مذہب سے واقف نہیں اس لئے وہ بہت جلد بعض مطلب پرستوں کا آلہ کار بن جاتے ہیں، لہٰذا سکھ علماء کا یہ فرض ہے کہ وہ دیہات میں رہنے والے اپنے ان ناواقف بھائیوں کو سکھ مذہب کی تعلیم سے آگاہ کریں، اگر وہ اس میں سستی سے کام لیں گے تو یقیناً آہستہ آہستہ دیہاتی سکھ ہندو مذہب میں جذب ہو جائینگے، اور پھر بعد میں سکھوں کو ان سے علیحدہ کرنا قریباً ناممکن ہو جائے گا لہٰذا یہ وقت ہے کہ سکھ دہرم کے پرچارک بہت جلد اس طرف توجہ کریں۔

احراریوں کی بدتہذیبی پر آریہ سماج کی پھٹکار

احمدیوں کے متعلق احراریوں کی طرف سے جو پنجابی کی گزری نظم شائع ہوئی اس کے متعلق ۲۵ اگست کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ "یہ پنجابی نظم واقعی سخت دلآزار اور فحش ہے ہماری پختہ رائے ہے، کہ جس شخص نے یہ لچر نظم لکھی ہی اس نے اپنی جماعت اور مذہب کی کوئی خدمت نہیں کی کیونکہ کسی شخص کو گالیاں دینے سے مذہب کی ترقی نہیں ہوا کرتی اس کیلئے تو دلائل اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت ہے ہم خصوصاً احراری لیڈروں سے بڑے زور کیساتھ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انہیں ایسے غیر ذمہ دار اشخاص کو ایسی حرکات سے روک دینا چاہیئے" کیا احراری لیڈر آریہ سماج کی اس پھٹکار سے کوئی سبق حاصل کریں گے؟ کیونکہ گندہ دہنی اور گندہ زبانی خود مرتکب کے کیرکٹر اور اس کی جماعت پر بھی بہت ہی مذموم اثر ڈالتی ہے۔

اس پر اعتراض کیوں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت کے صفحہ ۱۰۶ پر نیوگ کے متعلق لکھا ہے کہ "جب نیوگ ایک جائز فعل ہے تو اس کا جائز نتیجہ بھی ضرور برآمد ہوُا ہوگا" اس پر ۲۵ اگست کا آریہ مسافر بہت سیخ پا ہوُا ہے، مجھے تعجب ہے کہ اس پر سیخ پا ہونے کی کیا وجہ، جب نیوگ ایک جائز فعل ہے تو اس کے جائز نتیجہ پر اعتراض کیوں؟ اگر آریہ سماج نیوگ کو بُرا سمجھتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس کے متعلق اعلان کر دے کہ ہم اس عقیدہ کو نہیں مانتے، اس کے بعد اگر مسلمانوں کی طرف سے اعتراض ہو تو آریہ مسافر وغیرہ کو گلہ کرنے کا پورا حق ہوگا *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسجد شہید گنج اور ہندو پریس!

بحیثیت مجموعی ہندو پریس کا رویہ مسجد شہید گنج کے معاملہ میں مسلمانوں کے ساتھ قابل اعتراض رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبات غیر معمولی مجروح تھے بحیثیت ہمسایہ ہونے کے ہندو پریس کا یہ فرض تھا کہ وہ ہمدردی سے کام لیتا، اگر ایک یا دوسری وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا تھا تو اس کا فرض تھا کہ وہ کم از کم غیر جانب دار رہتا، مگر نہیں اس نے اس معاملہ میں قریباً پارٹی کا فرض ادا کیا، بسا اوقات اقوام کو مختلف امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ بسا اوقات مفید ہوتے ہیں، اس سے اپنے بیگانے کی بھی امتیاز ہو جاتی ہے۔ مسلمان جب برسر اقتدار تھے، تو انہوں نے بہترین رواداری کا ثبوت دیا، وزارتوں کے قلمدان تک ہندوؤں کے ہاتھوں میں رہے، سپہ سالار تک بھی ہندوؤں کو بنایا گیا، اور مسلمانوں نے اپنے وقت میں اپنی ہمسایہ قوم کے جذبات کا اس قدر پاس کیا، کہ اپنی قلمرو میں گاؤکشی ممنوع قرار دی، صرف یہاں تک ہی بس نہیں، بلکہ ہندو اقوام کے مذہبی لٹریچر کو فارسی اور عربی جامہ پہنایا گیا، مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے وقت میں بزور شمشیر اسلام پھیلایا، یہ بات ایسی ہی غلط ہے جیسا کہ روز روشن کو شب تاریک کہنا۔ میں ایک موٹی بات آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں، کہ آج سے سو سال قبل جب ہندوستان کی مردم شماری کی گئی تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ دو کروڑ تھی، اور اب سو سال کے بعد آٹھ کروڑ سے بھی زائد ہے، اگر مسلمان بادشاہ اپنے وقت میں بزور شمشیر اسلام پھیلانا تو درکنار رہا کوئی تبلیغی شعبہ ہی قائم کر سکتے، جس کا قائم کرنا غیر مناسب نہ تھا، تو آج ہندوؤں کا بیشتر حصہ اسلام کے سایۂ رحمت میں ہوتا، کم از کم اچھوت اقوام تو آج ہندوستان میں نظر نہ آتیں، مگر اس معاملہ میں شاہان اسلام نے غیر معمولی بے پرواہی یا سستی سے کام لیا، محض اس لئے کہ ہندوؤں کے جذبات کو کسی رنگ میں بھی ٹھیس نہ لگے، اس کے ثبوت میں سب سے بڑی بات یہ ہے، کہ شاہان اسلام کا دارالخلافہ ہمیشہ ہی دہلی رہا۔ دہلی کے گرد و نواح میں ہندوؤں کی تعداد غیر معمولی زیادہ ہے اور مسلمان چند فی صدی ہیں۔ اگر مسلمان تبلیغ سے کام لیتے تو کم از کم دہلی کے گرد و نواح میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہیئے تھی، مگر نتیجہ برعکس ہے، خیر وہ تو کچھ دور کی بات ہے، اب بھی آپ دیکھیں کہ مسلمان ریاستوں میں بحیثیت مجموعی گاؤکشی کی ممانعت ہے، یہ کیوں؟ محض ہندوؤں کی دلجوئی کی خاطر، کیونکہ جب ہم نے اسی ملک میں رہنا ہے اور پہلو بہ پہلو رہنا ہے، تو ہمیں ایک دوسرے کے احساسات کا ضرور پاس کرنا چاہیئے، ورنہ ہماری زندگی تلخ ہو جائیگی، مگر افسوس ہے کہ میرے ہندو دوستوں نے ابھی تک اس نقطہ کو کم سمجھا ہے، ورنہ شہید گنج کے معاملہ میں ان کا طریق یہ نہ ہوتا، بعض سر پھرے ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ وقت آنے پر مسلمانوں کو بھی اسی راہ پر چلنا پڑیگا جس راستہ پر کسی وقت ہسپانیہ کے مسلمانوں کو چلنا پڑا، یہ ایسے سر پھرے ہندوؤں کی غلطی ہے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنی کا وہ وقت تھا جبکہ یہ چند سینکڑوں کی تعداد میں ہندوستان میں آئے، نہ کہ اب جبکہ ان کی تعداد کروڑوں تک ہے اور ہندوستان کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے اور بفضل ایزدی ان کی جڑیں پاتال تک پہنچ چکی ہیں، اور پھر اسلام ہندوستان میں اس قدر مقبول ہو رہا ہے کہ باوجود کئی ایک سدود کے ہر ایک مردم شماری اپنے ساتھ مسلم اضافہ کا معتدبہ حصہ لاتی ہے، لہٰذا میں اپنے ہندو بھائیوں کو یہ دوستانہ مشورہ دوں گا، کہ وہ مسلمانوں کو اپنا وطنی بھائی سمجھیں تاکہ ہماری زندگی خوشگوار بن سکے ورنہ یہ بات نظر انداز نہیں ہو سکتی، کہ ہندوستان کو جب بھی کبھی ہوم رول ملا وہ ہندو اور مسلمانوں کے اتفاق سے ہی ملیگا۔ بے اتفاقی سے اول تو ہوم رول ملیگا ہی نہیں، اگر ملا بھی تو چند روزہ مہمان سے اس کی زیادہ حیثیت نہ ہوگی، یہ مانا کہ مسلمان اقلیت میں ہیں، مگر یہ ایسی اقلیت ہے، جسے کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یا نظر انداز کر کے نیک نتیجہ کی توقع نہیں کیجا سکتی۔ شہید گنج کے معاملہ میں ہندو اور ہندو پریس نے جو سلوک کیا، ایک طرح سے میں اسے اچھا بھی سمجھتا ہوں وہ اس لحاظ سے کہ اگر پہلے کوئی شبہ تھا، تو اب مسلمانوں کو یقین ہو جانا چاہیئے کہ وہ اپنی ہمسایہ قوم سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں، ع

خدا شرے کہ برانگیز د خیرے ما دراں باشد

اس تجربہ نے مسلمانوں پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان میں کیا کیا نقائص ہیں، جس کے ازالہ کیلئے ان کو کوشش کرنی چاہیئے، مسلمانوں کا ایثار کسی تشریح کا محتاج نہیں، ایثار کا سبق ان سے کوئی سیکھ جائے، بہادری میں یہ یکتا ہیں شہید گنج کے معاملہ میں جس صبر و تحمل اور بردباری کا نمونہ انہوں نے دکھلایا اور جس خندہ پیشانی سے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں، اور جس صبر سے لاٹھیوں کی چوٹوں کو اپنے اوپر لیا ——— وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، میں مسلمانوں کی اس مستحسن ذہنیت کیلئے داد ہی نہیں بلکہ مبارکباد دیتا ہوں کہ باوجود ہمسایوں کی طرف سے ناواجب سلوک ہونے کے کیا مجال کہ کسی ہمسایہ کی طرف انگلی تک تو کی ہو ورنہ یہ کون نہیں جانتا کہ جوش میں آدمی اندھا ہو جایا کرتا ہے، مگر آفریں ہے مسلمانوں پر کہ انہوں نے اس وقت اپنے جذبات پر پورا پورا کنٹرول رکھا، جبکہ ان کے جذبات سے کھیلا جا رہا تھا، ہاں اگر کمی ہے تو تنظیم کی، اگر ان میں تنظیم آ سکے تو پھر کیا کہنے، پھر یہ لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط ثابت ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ضرور تنظیم پیدا کرنی چاہیئے، یہ صحیح ہے کہ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کے کئی گروہ ہیں اور ایک طرح سے یہ جھاڑو کے تنکوں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں مگر باوجود اس انتشار کے پھر بھی مسلمانوں میں ایک مرکز پر آنے کے کئی ذرائع موجود ہیں، جن سے دیگر اقوام قریباً تہیدست ہیں، مثلاً کتاب ایک، کلمہ ایک، کعبہ ایک، رسول ایک، پھر بھی ہم میں اتحاد پیدا نہ ہو تو اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے، مسلمان اگر زندہ اور باوقار زندہ رہنا چاہتے ہیں، تو کم از کم انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بات اپنے اندر ضرور پیدا کرنی پڑیگی، وہ یہ کہ مشترکہ اغراض میں ایک ہو جانا سیکھ لیں، میں نے حیوانوں میں بھی دیکھا ہے، کہ جب ان پر کوئی دشمن حملہ کرے تو وہ متفق ہو کر مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم تو انسان ہیں، ہمیں اس مفید گر کو نہ صرف بہتر سمجھنا چاہئیے، بلکہ اس پر بہتر رنگ میں عمل کرنا چاہئیے، خدا ہمیں توفیق دے آمین۔

شذرات

خودداری کا قابلِ قدر نمونہ

۱۹ اگست کا پرتاب لکھتا ہے کہ " الہ آباد کے ایک مسلم سکول میں ایک لڑکا تعلیم پا رہا ہے، جو اپنے تعلیمی اخراجات خود برداشت کرتا ہے، یتیم ہونے کے باوجود کسی کی امداد قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ سکول کی فیس بھی معاف کرانا نہیں چاہتا اور فالتو وقت میں محنت مزدوری کر کے تمام اخراجات کیلئے روپیہ کماتا ہے "

یہ خودداری قابل قدر ہے، کہاں ہیں لاہور کے طلباء جو اپنے ماہوار شاہانہ اخراجات کے پورا کرنے کیلئے والدین کے خون چوسنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور بعض حالات میں ایک ایک کا بجیٹ سو سو روپیہ ماہوار خرچ کر دیتا ہے، انہیں اس خوددار لڑکے سے سبق حاصل کرنا چاہئیے، جو باوجود یتیم ہونے کے فیس کی معافی کا بھی روادار نہیں۔

اچھوت اقوام پر سختی

اگرچہ اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کی طرف سے قریباً ہر جگہ ہی ناروا سلوک ہوتا ہے، مگر ان دنوں ریاست بڑودہ اور ندیاد اور احمد آباد وغیرہ میں اچھوتوں پر جو غیر معمولی سختی اعلیٰ کہلانے والے ہندوؤں کی طرف سے ہو رہی ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے نظر انداز کیا جا سکے، اچھوتوں کی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہی ہے جہاں اصولاً کوئی اچھوت نہیں اور سب بھائی بھائی ہیں، کیونکہ اسلام کا یہ ارشاد ہے، اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی تم میں وہی مکرم ہے جو نیکی میں بڑھا ہوا ہے، مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو، اسلئے اگر اچھوت کہلانے والے چاہتے ہیں کہ انہیں مذہبی اور مجلسی مساوات میسر آسکیں تو وہ اسلام کی گود میں آجائیں جہاں وہ اچھوت نہیں رہیں گے بلکہ معزز اور مکرم ہو سکینگے اگر ہند وحقیقتاً اچھوتوں کے ہمدرد ہیں تو انہیں بھی اچھوتوں کو یہی مشورہ دینا چاہئیے، کہ آپ کی ان مجلسی مشکلات کا حل اسلام میں ہی ہے۔

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ہندو پریس کو یہ شکایت ہے کہ کالیکی اور خانقاہ ڈوگراں وغیرہ میں مسلمان ہندوؤں کا بائیکاٹ کر رہے ہیں، میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بائیکاٹ کے حامی نہیں کیونکہ اس سے باہمی آزردگی اور کشیدگی پھیلتی ہے، مگر یہ امر واقعہ ہے کہ اس بائیکاٹ کی ایجاد کا سہرا میرے ہندو بھائیوں کے سر پر ہی ہے، ایک مسلمان اپنے برتن میں دودھ لاتا ہے، ہندو حلوائی لیکر اسے اپنے برتن میں انڈیل لیتا ہے، انڈیلنے کے بعد اگر وہ دودھ لانے والا مسلمان ہندو کے اس دودھ کے برتن کو ہاتھ لگا دے تو وہ بھرشٹ (ناپاک) ہو گیا، ایسی ہی اور کئی ایک مثالیں دی جا سکتی ہیں، بتلائیے، اب اس مقاطع کے اصل بانی کون ہیں۔ ہندو دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ان دقیانوسی خیالات کو چھوڑ دیں، ہاں جس شخص کو جس چیز سے خاص نفرت ہو اس سے تو پرہیز کیا جا سکتا ہے، مگر بے محل پرہیز کبھی مجلسی تعلقات کو خوشگوار نہیں بنا سکتا۔

پرائے گھر لگے تو بسنتر دلوتا

مسجد شہید گنج کے متعلق ۱۰ اگست کا پرتاپ لکھتا ہے کہ " گورنمنٹ نے طاقت بھی دکھلائی ہے اور کمزوری بھی، طاقت کے اظہار پر میں اسے ودھائی (مبارکباد) دیتا ہوں اور کمزوری کیلئے میں اسے معاف کرتا ہوں "

خوشی کی بات ہے کہ مہاشہ جی نے ازراہ کرم کمزوری پر گورنمنٹ کو معافی عطا فرما دی، ورنہ اس کا نتیجہ کسی تشریح کا محتاج نہ تھا، باقی رہا مبارک دینے کا سوال، جب گورنمنٹ کانگریس پر بقول اس کے سختی کر رہی تھی، تو کیا مہاشہ جی نے اس سختی پر بھی گورنمنٹ کو مبارک دی؟ ہرگز نہیں۔ کیوں، اسلئے کہ اس وقت آگ اگتی تھی اور اب بسنتر دلوتا ہے، جب ذہنیت کا یہ عالم ہو تب ہم کیسے توقع رکھیں کہ اس بدنصیب ہندوستان کے بھی بھلے دن آسکتے ہیں۔

وارول تسو گز پھاڑوں نہ ایک گز

بدھوں اور ہندوؤں کے اتحاد پر آجکل ہندوؤں کی طرف سے بہت زور دیا جا رہا ہے اگر ان کا باہمی اتحاد ہو سکے تو ہمیں خوشی ہے، بدھوں نے بجا طور پر ہندوؤں سے یہ مطالبہ کیا تھا، کہ بدھ گیا مندر جو حقیقتاً بدھوں کا ہے اور اس پر ہندوؤں کا قبضہ ہے وہ بدھوں کے حوالے کیا جائے، مگر جگت گورو شنکر آچاریہ نے اس سے اتفاق نہیں کیا، میرے خیال میں ہندوؤں کو یہ مندر ضرور ہی بدھوں کو دے دینا چاہئیے، کیونکہ اس مندر کا تعلق بدھوں کے گورو اعظم سے وابستہ ہے اور ہندوستان میں ہندوؤں کے پاس بہت مندر ہیں۔ ایک مندر بدھوں کو دے دینے سے کوئی کمی نہیں آجائے گی، اور بودھوں کو دینے کے بعد بھی یہ مندر ہندوستان میں ہی رہیگا، اگر ہندو لوگ بودھوں کیلئے یہ تھوڑی سی قربانی بھی نہیں کر سکتے، تو پھر خالی اتحاد کی پکار کرنے سے کیا فائدہ؟ میں یہ نہیں کہتا کہ ہندو بودھوں سے اتحاد نہ کریں، کریں اور شوق سے کریں، مگر بودھوں کی نسبت مسلمانوں کے ساتھ اتحاد ہندوؤں کیلئے زیادہ نفع رساں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بدھ تو چین اور جاپان میں رہتے ہیں اور مسلمان ان کے پہلو بہ پہلو اور ان کے دکھ سکھ کے ساجھے، پڑوسیوں کو چھوڑ کر غیر ممالک کے رہنے والوں سے اتحاد یہ ایک عجوبہ ہے، جسے ہندو ہی زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احرار اور زمیندار

زمیندار لکھتا ہے کہ "احرار کے جلسے حکومت کے سایہ الطاف میں" اس پر ۱۳ر اگست کے پرتاپ نے بہت اچھا نوٹ دیا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ "زمیندار نے اس تعلق کو نیا تعلق کہہ کر احرار کو طعنہ دیا ہے لیکن ہماری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ انگریزوں کا یہ سایۂ الطاف اور تعلق نیا کیونکر ہوا، زمیندار کو اچھی طرح معلوم ہے اور ابھی کل کی بات ہے کہ قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کا جلسہ بڑی دھوم سے اسی سایۂ الطاف میں ہوا اور اس پر زمیندار نے سب سے زیادہ بغلیں بجائیں کیا زمیندار اس سے انکار کر سکتا ہے؟ اس کے بعد ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اسی سایۂ الطاف میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سزا میں سیشن جج گورداسپور نے تخفیف کی اور اس فیصلہ کو جسقدر اہمیت زمیندار نے دی اتنی کسی اور نے نہیں دی، یہاں تک کہ وہ فیصلہ چھپوایا گیا، اور اس کی تقسیم کی تائید کی گئی۔ کیا اس وقت زمیندار کو یہ سایۂ الطاف اور یہ تعلق نظر نہیں آیا تھا، یا کوئی شخص اس سے انکار کر سکتا ہے کہ احرار کی اس فتح کی تہ میں یہ سایہ الطاف اور یہ تعلق نہیں تھا، پھر آج اسی بات پر جس بات پر کل زمیندار کو فخر اور ناز تھا، احرار کو مطعون کیوں کیا جا رہا ہے" بات صاف اور پتہ کی ہے جو کسی حاشیہ آرائی سے بے نیاز ہے، مگر ہم حکومت سے بطور ہمدردی اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وقت آئے گا جب احرار وہی احرار ہونگے جو آج سے آٹھ دس سال قبل تھے، لہٰذا گورنمنٹ کو اپنے دوست اور دشمن میں کچھ امتیاز کرنی چاہئیے۔

جادو سو جو سر چڑھ کر بولے

۱۱ر اگست کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "ایک زمانہ تھا کہ احرار کی حمایت اور قادیان کی مخالفت میں سارا مسلم پریس متفق تھا، ان دنوں خلیفہ قادیان نے پیشگوئی کی تھی کہ عنقریب احرار کو نشان آسمانی دکھایا جائیگا، چنانچہ چند ہی دنوں بعد یہ ہوا کہ سارا مسلم پریس احرار کے خلاف ہو گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ خلیفہ قادیان کو دست غیب کی کرامت حاصل ہے" خدا کے بندوں کی نظر بہت لطیف ہوتی ہے اور وہ ان باتوں کو دیکھ سکتے ہیں جسے عام لوگ نہیں دیکھ سکتے ہمیں حضرت بابا نانکؒ کے اس قول سے پورا اتفاق تو نہیں مگر یہ قول اپنے اندر ضرور کچھ حقیقت رکھتا ہے ؎

ہر ہر جن دوئے ایک ہیں بب بچار کچھ نا ہیں
جل تے اوپجے ترنگ جیوں جل ہی بکھے سمائیں

یعنی خدا اور خدا کے بندے ایک ہی چیز ہیں، جیسے بلبلہ پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر پانی میں ہی ملجاتا ہے۔

ڈاکہ مارنے والے اور گائے کا گوشت کھانے والے سادھو

۹ر اگست کا جاگرت لکھتا ہے کہ "تبت کی عجیب و غریب چیزوں میں سے وہاں کے لامہ سادھوؤں کا بھی شمار ہو سکتا ہے، یہ لوگ بڑے دغا باز اور دھوکہ باز ہوتے ہیں کہ سادھو بن کر یہ دھرم چکر گھماتے پھرتے اور نہ جانے کیا منتر جپتے رہتے ہیں لیکن جیسے ہی کسی یاترو (مسافر) کو اکیلا دکیلا پایا تو بلا کسی خوف کے اسے لوٹ لیتے ہیں، اور اس کرم (فعل) کو وہ پاپ (گناہ) نہیں سمجھتے ...... سب سے عجیب بات جو تبت کے سادھوؤں میں دیکھنے میں آئی وہ یہ ہے کہ اس زمین میں باوجود بدھ بھگوان کا دھرم راج ہوتے ہوئے بھی آہنسہ (ذبیحہ) کا عام دور دورہ ہے، دنیا کی کوئی ایسی ہنسہ نہیں، جسے یہ لوگ یہاں نہ کرتے ہوں، جس گئو ماتا کی ہندوستان میں پوجا ہوتی ہے، اسکو بھی ......"

کیا ڈاکہ زنی کرتے ہوئے اور یہ کچھ کرتے ہوئے بھی وہ مہاتما اور سادھو کہلا سکتے ہیں؟ ہاں ان کے حق میں ایک بات ہے کہ وہ آخر ہندو کہلاتے یا سمجھے جاتے ہیں، آریہ سماج جو اصلاح کا بہت دعویدار ہے کیا اس کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنی قوم سے اس قسم کی قباحتوں کو دور کرے کیا اس کی سب طاقت مناظرات اور مباحثات کے لئے ہی ہے۔ ضرورت ہے کہ آریہ سماج اپنا ایک تبلیغی مشن تبت میں بدھ سادھوؤں کی اصلاح کیلئے بھیجے جو انہیں کم از کم ڈاکہ زنی اور گائے خوری سے تو باز رکھ سکے یقیناً آریہ سماج ایسا کرنے سے مخلوق خدا کی بڑی بھاری خدمت بجا لائیگی

شہید گنج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ہندو پریس کا رویہ

راجہ غضنفر علی خان کا تبصرہ

آنریبل راجہ غضنفر علی خاں ممبر کونسل آف سٹیٹ نے شہید گنج ایجی ٹیشن کے متعلق ایک طویل بیان شائع کیا ہے مسجد کی مسماری کے متعلق سکھوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے آپ نے ہندو پریس پر بھی الزام لگایا ہے، آپ لکھتے ہیں کہ فرقہ پرست ہندوؤں کو گورنمنٹ اور مسلمانوں یا سکھوں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی عادت پڑ گئی ہے، جس کا اظہار ان کے پریس نے شہید گنج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں اختیار کیا، ایک غیر جانبدارانہ طرز عمل اختیار کرنے کی بجائے انہوں نے نہایت غیر ہمدردانہ بلکہ بے رحمانہ رویہ اختیار کیا، ان کا فرض تھا کہ وہ صلح کرانے والوں کا پارٹ ادا کرتے۔ راجہ صاحب نے گورنمنٹ کے متعلق بھی یہ ظاہر کیا ہے کہ اس نے کراچی کے بعد لاہور میں مسلمانوں کو ناراضگی کا موقعہ دیا ہے، راجہ صاحب لکھتے ہیں کہ نازک حالات کا اعتراف کرتے ہوئے اور مسلمانوں کو ان کے ضبط پر خراج تحسین دیتے ہوئے بھی گورنمنٹ نے مسلمان لیڈروں کو شہر بدر کر دیا، بیان کے اخیر میں راجہ صاحب نے احرار کے رویہ پر نکتہ چینی کی ہے کہ وہ ایجی ٹیشن شروع ہونے کے بعد تین ہفتہ تک بالکل خاموش رہے۔ (از پرتاپ)

مسجد شہید گنج کے متعلق پرتاپ کی کچھ خدا لگتی باتیں

"سکھ اور مسلمان دونوں جماعتوں کے جذبات مشتعل ہو رہے تھے اور چونکہ سوال ایک مذہبی نوعیت رکھتا تھا اس لئے دونوں جماعتوں کے تصادم ہونے کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا، اور اگر کبھی تصادم ہو جاتا تو نہ معلوم کیا ہوتا، میں جانتا ہوں کہ سکھ ہزاروں کی تعداد میں گوردوارہ میں جمع تھے، وہ بہادر اور جری ہیں اگر انہیں مسلمانوں سے لڑنا پڑتا تو جان توڑ کے لڑتے، اور اپنے گوردوارہ کی حفاظت کرتے، لیکن ان کی تعداد ہر چند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کے مقابلہ میں تھوڑی تھی، ان کے حق میں یہ بات تھی کہ کوئی بھی منتظم گورنمنٹ بہت دیر تک دو جماعتوں کو ایک دوسرے کا سر پھوڑنے کی اجازت نہیں دے سکتی"

"اس کشمکش میں نہ صرف سکھوں اور مسلمانوں بلکہ گورنمنٹ کیلئے بھی نازک ترین موقعہ وہ تھا، جبکہ سکھوں نے اس مکان کو جسے مسلمان مسجد کا نام دیتے ہیں گرانا شروع کر دیا۔ اس سے مسلمان سخت مشتعل ہوئے اور ان کا مشتعل ہونا قدرتی تھا، مسلم ایجی ٹیشن اپنے نازک ترین دور میں داخل ہوا، اس واقعہ سے پہلے ایجی ٹیشن سرد پڑ رہا تھا، لیکن "مسجد" کے گرائے جانے نے جلتی پر تیل کا کام دیا، اور اس کے بعد ایجی ٹیشن نے وہ خوفناک صورت اختیار کی، جو اس سے پہلے اس نے نہ کی تھی، اس کے بعد ہی مسلمان ہزاروں کی تعداد میں کوتوالی کے باہر جمع ہوئے، اس کے بعد دا گرہ بھی ہوا اور ستیہ گرہ بھی، تشدد کے ہتھیار بھی استعمال کئے گئے اور عدم تشدد کے بھی"

"میں جانتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جو کچھ کیا، یہی درست تھا، قانوناً وہ سکھوں کو مسجد کے گرانے سے روک نہ سکتی تھی، وہ سکھوں کی چیز ہے، اسے گرائیں یا رکھیں اس میں کون دخل دے سکتا ہے، لیکن جب جماعتی جذبات مشتعل ہو رہے ہوں اور خللِ امن کا اندیشہ ہو، اس وقت گورنمنٹیں قانون کی حدود سے ادھر ادھر ہو کر خاص اختیارات برت ہی لیتی ہیں، گوردوارہ ننکانہ صاحب میں کیا ہوا تھا، مہنت کے آدمیوں نے اکسٹھ سے اوپر سکھوں کو قتل کر دیا، اس پر سکھوں میں وہ جوش پیدا ہوا، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں سکھ وہاں جمع ہو گئے، پنجاب کے گورنر وہاں گئے، اور اس خطرناک صورت حالات کو دیکھ کر گوردوارہ اکالیوں کے سپرد کر آئے، حالانکہ اس وقت تک جائز یا ناجائز مہنت کا قبضہ تھا، اور کسی کے ملزم یا مجرم ہونے سے وہ بیدخل نہیں ہو جاتا، گورنمنٹ اپنے تئیں بے بس پا کر گوردوارہ شہید گنج کے متعلق عارضی طور پر کوئی ایسا طرز عمل اختیار کر لیتی تو مجھے تعجب نہ ہوتا"

(بحوالہ شیر پنجاب ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء)

کیا یہ غیر جانبدارانہ تبصرہ کسی تشریح کا محتاج ہے ضرورت ہے کہ سکھ صاحبان اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں، نہ صرف سکھ دوست ہی بلکہ گورنمنٹ بھی۔

ایک مخلص دوست کی جدائی

یہ خبر نہایت غم اور اندوہ سے سنی جائے گی کہ جناب ایس۔ ایس چرن سنگھ صاحب شہید ایڈیٹر و مالک اخبار موجی اور پریذیڈنٹ سنٹرل پنجابی سبھا امرتسر مورخہ ۲۴ اگست بوقت ۵ بجے بعد دوپہر شملہ میں اچانک انتقال فرما گئے۔ سردار صاحب موصوف بہت خوبیوں کے مالک تھے، صلح کل، مرنجان مرنج، باخلق اور ہنس مکھ پنجابی کے نہایت زبردست لکھاری تھے، گزشتہ سال یونیورسٹی سے انہوں نے اپنی حسن کارگزاری کی وجہ سے ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کیا تھا، صاحب موصوف خاکسار ایڈیٹر نور کے بے تکلف دوست اور کرمفرما تھے، ان کا آخری خط جو مجھے ۱۰ اگست کو شملہ سے لکھا ہوا ملا، وہ یہ ہے:-

"مکرمی جناب شیخ صاحب!

ست سری اکال۔ آپ کا کرپا پتر مورخہ ۵ ملا، نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے نور میں "کوی دربار" کے متعلق موثر نوٹ شائع فرمایا ہے، مزید شکرگزار ہونگا اگر آپ "کوی دربار" کے موقع پر درشن دیکر دربار کی رونق بڑھائیں گے، اگر آپ اس وقت کوئی پنجابی نظم کسی خاص موضوع پر مثلاً اتفاق یا اخلاق حسنہ یا رواداری پر پڑھیں تو بہت لطف رہیگا، پنجابی نظم تو آپ ضرور کہتے ہوں گے، دیگر خیریت۔ کوئی خدمت؟

آپ کا داس چرن سنگھ"

نور۔ ۱۵ ستمبر کو "کوی دربار" کے موقعہ پر میرا منشا فوراً شملہ پہنچنے کا تھا مگر ع
مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال

ایسے بے تکلف اور فاضل دوست کی جدائی کا صدمہ کسی تشریح کا محتاج نہیں، مرحوم کی وفات سے پنجابی زبان کو غیر معمولی نقصان پہنچا ہے، چونکہ صاحب موصوف پنجابی زبان کے زبردست عالم اور شاعر تھے، اور انکی نظمیں لطافت اور استعاروں سے اس طرح رنگین ہوتی تھیں کہ پڑھتے پڑھتے انسان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی ان کی وفات سے ان کے لواحقین کو صدمہ ہونا ایک قدرتی امر ہے مگر ان کے دوستوں کو بھی کچھ کم صدمہ نہیں ہے*

طلبہ کی سیرت پر

ایک ماہر فن کے خیالات

سر پی سی رے نے اپنے مندرجہ ذیل مضمون میں زمانہ حال کے طلبہ کی اس ذہنیت، نیز غیر سنجیدہ مشاغل اور مسرفانہ معاشرت پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ کی موجودہ ذہنیت و معاشرت تمام ملک میں یکساں طور پر لائق اصلاح و توجہ ہے، اور ملک اب اس حالت سے اکتا گیا ہے اگر یہ سچ ہے کہ ہندوستان نے آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا عزم کر لیا ہے، تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کرنے اور ان میں سیرت کی وہ خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرے جو ایک ترقی یافتہ قوم کے نوجوانوں میں ہوتی ہیں، کیونکہ بغیر عمدہ خصائل اور مضبوط کیرکٹر کے کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی امید ہے کہ سر پی سی رائے کے خیالات توجہ سے پڑھے جائینگے۔ (ایڈیٹر)

"حال کا کالج کا طالب علم ہندوستان کیلئے حقیقی طور پر باعث ملامت ہے"
"خود غرضی سفلہ پن کے ساتھ آج کل کے طالب علم کا خاص شعار ہے"

اوسطاً ہندوستان میں کالج کے طالب علم کو ۱۰ سے ۱۴ روپیہ کی مقدار تک وظیفہ دیا جاتا ہے، منتہی طالب علم ہونے کی حیثیت سے اس کے ساتھ عزت کا برتاؤ کیا جاتا ہے، اس کے والدین جو اکثر اپنی ضروریات زندگی بھی پوری کرنے سے مجبور ہوتے ہیں اپنے مکانات یا حقیت رہن کر کے مہینہ کے مصارف لڑکے کو بھیجتے ہیں، اور کل خاندان انکی خدمت میں مصروف رہتے ہیں تعطیلات کے زمانے میں یہ ہونہار طلبا گھر کے دوسرے کام سے مستثنیٰ ہوتے ہیں، اپنا قیمتی وقت گپ بازی، تاش کے کھیل یا اپنے شوق کے تھیٹر دکھلانے کے انتظام یا

* جو ایک مخلص دوست سے محروم ہو گئے، پرماتما لواحقین کو شانتی پردان کریں اور سردار صاحب موصوف کی آتما کو اپنے چرن کنول میں جگہ بخشیں۔ موصوف کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بہت محبت تھی جب کبھی اپنے اخبار میں ذکر کرتے نہایت احترام سے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زاید از ضرورت سہ پہر کے سونے میں صرف کرتے ہیں مسٹر ... بسی۔ ریے انڈین ریویو میں تحریر فرماتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں، اگرچہ طالب علم کو جو گرو سے آشرم کی کٹی یا تکیہ میں تعلیم پاتا تھا، اور وہیں سکونت کرلیتا تھا، اس کو گائے کو چگانا، ایندھن جمع کرنا، بھیتر کے کام میں رہنا مختصر یہ کہ پڑھنے کے واسطے روزی کمانا پڑتا تھا،

ہوسٹل (طلباء کی قیامگاہ) بالخصوص وہ جو گورنمنٹ کے زیر نگرانی ہیں، وہ سودیشی کے خلاف طلباء کو تربیت دیتے ہیں، یہ ایک نامبارک موقع تھا، کہ لارڈ ہارڈنگ نے اگرچہ بلاشبہ نہایت بہتر مقصد سے ۱۵ لاکھ کی رقم کلکتہ کے خانگی کالجوں کو شاندار ہوسٹلوں کی تعمیر کے واسطے منظور کیا، جن میں حال کی شائستگی اور تہذیب کے مطابق ہر قسم کا سامان مہیا کیا گیا تھا، طالب علم جو ان اقامتی ہوسٹلوں میں سکونت رکھتا ہے، ۴۵ روپیہ ماہوار سے کم میں گزر نہیں کرسکتا، بہت سے ہوسٹل ایسے ہیں کہ ان کے مصارف اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں، بعض میرے پنجاب کے دوستوں نے جو کلکتہ میں قیام پذیر ہیں، مجھے یہ یقین دلایا کہ پنجاب میں بالخصوص لاہور میں بہت سے لڑکوں کے والدین یا ولی کو ایک لڑکے کے ایک ماہ کے مصارف (۱۰۰) روپیہ یا اس سے بھی زیادہ برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ اور وہ لڑکے اس لئے اپنے والدین کے جسم کی کھال اتارتے ہیں۔

میں نے خود کئی مرتبہ ایسا ہوا دیکھا ہے اور میں اس بیان کی تصدیق کرتا ہوں، ہمارے افسران کیمبرج اور آکسفورڈ کو پیش نظر رکھتے ہیں، اور وہاں کی صورت یہاں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ طلبا کو پاجامے اور قمیص ٹینس کے واسطے اور فلالین کی پوشاکیں کرکٹ کے واسطے رکھنا چاہئیں۔ ان کی سنگار میز نہایت بیش قیمت ہوتی ہے، ہر طالب علم جو درحقیقت اس زہریلی ہوا میں نشوونما پاتا ہے، وہ غیر ملک والوں کیلئے کام کرنے والوں کا ایک وکیل بن جاتا ہے، ۵ سال ہوئے جب میں پیرس میں تھا، تو مجھے تحقیقات پر معلوم ہوا کہ ہزاروں طالب علم پولینڈ اور قرب وجوار کے ملکوں کے تھے، جو اس قدر قلیل وظیفہ پر بسر اوقات کرتے ہیں، جو ہمیں مضحکہ خیز معلوم ہوتے تھے، اب بھی ہیرگ یونیورسٹی میں جو یورپ کی ایک نہایت قدیم یونیورسٹی ہے جہاں کہ نہایت اعلیٰ سائنس اور ادب کی تعلیم دی جاتی ہے، طلبہ کے نہایت قلیل ذرائع آمدنی ہوتے ہیں، بہنی صدی ان میں ایسے ہیں جن کی آمدنی ۳ پونڈ ماہانہ یعنی صرف ۴۲ روپیہ ہیں ۳۸ فی صدی فیس سے بوجہ افلاس مستثنیٰ ہوتے ہیں اوسطاً ایک طالب علم کا صرفہ کپڑے اور کھانے کا قریب ۲ پونڈ ۴ شلنگ یعنی ۳۰ روپیہ ماہوار کے ہوتا ہے، کوئی تعجب کی بات نہیں مسٹر برناڈ شا آکسفورڈ اور کیمبرج کو کمینہ پن کی تربیت گاہ سمجھ کر چھوڑ دیں اور اگر ان کو اختیار ہوتا تو ان یونیورسٹیوں کو مسمار کردیتے، کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ پر زور طریقہ سے یہ کہتے ہیں کہ میں یقین کرتا ہوں کہ یونیورسٹی کی زندگی بجائے نفع کے بہت سے ادیبوں کو نقصان پہنچاتی ہے، میں نے پروفیسر کے۔ ٹی شاہ سے جو اعلیٰ افسر ہیں، دریافت کیا کہ اوسط آمدنی ایک گریجوایٹ کی کیا ہے، انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ ۲۵ روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی بمبئی میں ایک گریجویٹ کی نہیں ہے، اور میرا اندازہ ہے کہ یہی صورت مدراس اور کلکتہ میں ہے، ظاہر ہے کہ ۵ دریاؤں کا ملک دودھ اور شہد سے بھرا ہوا ہے، ورنہ ایسی صورت رواج نہ پاتی۔ ہربرٹ اسپنسر انگلستان کی بابت فیشن کے متعلق لکھتے ہیں، کہ زندگی بجائے اس کے کہ نہایت عقلمندی کے طریقہ پر گذاری جائے، فضول خرچی وکاہلی میں زنانی پوشاک بنانے والے اور جوتہ بنانے والے اور بیوقوف عورتیں گزارتی ہیں، لعنت ہے، اس تعلیم وتربیت پر جو تمہیں سکھاتی ہے، کہ پرہیز کرو اپنے ملک کے کاتے ہوئے سوت سے اور ترجیح دو کمزور خوبصورت غیر ملک کے ملوں سے بنے ہوئے کو، لعنت ہے اس تعلیم اور تربیت پر جو تمہیں سکھاتی ہے کہ حقہ اور فرشی وحشیانہ پن کی علامتیں ہیں، اگر سگریٹ ہی پینے پر اصرار ہے، تو اپنے ملک کا سگریٹ، بیڑی کیوں نہ پی جائے، تمباکو جو بیڑی میں ہوتی ہے اصلی اپنے ملک کی تمباکو ہے، جو پتے کی شکل میں بیڑی میں استعمال کی گئی ہے اور سگریٹ میں غیر ملک کی تمباکو بنی ہوئی سنہرے رنگ میں ایک کمزور کاغذ میں لپٹی ہوتی ہے، اور تمہارے ذریعہ سے دو کروڑ روپیہ سالانہ صرف اس مد میں بہادئے جاتے ہیں، میں نے بعض بیڑی کے کارخانوں کو دیکھا ہے جو گونڈیا کے قریب ہیں اور مجھے معلوم ہوا کہ ایک ویران بنجر مقام میں ممالک متوسط کے قریب پچاس ہزار آدمی، مرد، عورتیں لڑکے اور لڑکیاں اندازاً دو آنہ یومیہ پر روزی کماتے ہیں، اس طرح اپنے ملک کی ایک بہتر تجارت کے ذریعہ سے اصنف لاکھ بھوکے آدمیوں کو روٹی ملتی ہے، اب یہ دیکھئے کہ بیڑی کے خریدار کون ہیں، نہ اعلیٰ افسر ہیں نہ کامیاب قانون پیشہ ہیں، نہ کالج کے تعلیمیافتہ نوجوان جو اپنی تربیت پر نازاں ہیں بلکہ قلی اور گاڑیبان اور اسی قسم کے لوگ ہیں یہ بڑے لوگ مفت خوری کی زندگی پر عام لوگوں کی پسینہ نچوڑ نے کی کمائی پر یعنی کاشتکاروں کی جو ملک کی اصلی دولت پیدا کرنے والے ہیں فربہ ہیں، اور ملک کی دولت کو بہاتے ہیں ملاحظہ ہو، میرا ایڈریس جو ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور کی نمائش کے افتتاح کے موقعہ پر دیا گیا، طالب علم جب شہر کو مفصلات سے آتا ہے تو اپنے ساتھیوں کی نقل اتارتا ہے، وہ عادات اختیار کرتا ہے کہ جس میں بہت مصارف ہوتے ہیں، اس کے کپڑے پھر معمولی دھوبی نہیں دھوتا بلکہ رنگنے والے اور دھونے والے کارخانے دھوتے ہیں، اس کے بال معمولی حجام نہیں کاٹتا بلکہ نہایت فیشن کے بال کاٹنے والے سیلون میں کاٹے جاتے ہیں۔

تب سہ پہر کو وہ ناشتہ (Restaurant) کھانے کی مخصوص دکان میں کھاتا ہے، جو مثل ایک (Mesh Room) مش روم کے بڑے شہر کے ہندوستانی کوارٹر میں ہوتا ہے، شام کو وہ سینما میں ہفتہ میں کم سے کم دو مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں، وہ آسانی سے بھول جاتے ہیں کہ ان کے غریب والدین کس مصیبت سے یہ مصارف برداشت کرتے ہیں ایک حد تک خود غرضی کمینہ پن کے ساتھ طالب علم کی جانب سے عمل میں آتی ہے کہ وہ کس طرح یہ رقوم امداد حاصل کرتا ہے، اور اپنی تن آسانی پر برباد کرتا ہے، بلاشبہ ایک طالب علم جائز طور پر اپنے بزرگوں کی دولت صرف کرسکتا ہے، بشرطیکہ وہ اتنی کثیر ہو کہ مصارف سے کم نہ ہو وہ جو مصارف کیلئے اپنے بزرگوں کی کھال ٹھنڈے دل سے نوچتے ہیں، ذیل کا مضمون پڑھیں۔

سردی میں زندگی گزارنا دشوار تھا، جب والد اور میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریکی میں ناشتہ کے واسطے اُٹھتے، اور دن نکلنے سے قبل کارخانہ پہنچ جاتے، اور تھوڑی دیر کھانے کے واسطے وقفہ کرکے دن کے غروب ہونے تک کام کرتے، کام کے گھنٹے مشکل سے گزرتے، چونکہ مجھے اس میں کچھ خوشی نہ ہوتی، لیکن اس امید کا خیال میرے دل کو باغ باغ کرتا کہ میں اپنی دنیا کی ضرورتوں اور اپنے خاندان کیلئے کچھ کام کر رہا ہوں، اس وقت سے میں نے لاکھوں پیدا کئے مگر ان لاکھوں سے مجھے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اپنی اول ہفتہ کی آمدنی سے کیونکہ میں ایک خاندان کا روٹی پیدا کرنے والا ہوگیا تھا اور اپنے والدین پر کسی طرح کا بار مصارف کے لحاظ سے نہ تھا۔

(اینڈریو کارنیگی)

اس خود ترقی یافتہ شخص نے عطیات میں ایک سو کروڑ روپیہ دیا۔

میرے زمانہ میں ایچ، جی ویکس لندن میں رہتے تھے، ان کو میری اسٹوڈنٹ شپ ساوتھ کینسنگٹن نارمل سکول سائنس کی عطا کی کتابیں اور ایک گنی فی ہفتہ گزارہ کے واسطے ملتا تھا، میرے وقت میں کم خوراک لوگ بالکل دُبلے لیبوریٹری میں معلوم ہوتے تھے، میں ساوتھ کینسنگٹن میں تندرست تھا، پھر مجھے ایک ہفتہ گنی پر زندگی بسر کرنا پڑی، ۱۸۸۷ء میں میرے جسم کی صرف کھال رہ گئی، میں بالکل دُبلا ہوگیا، چونکہ خوراک مجھے کم ملتی تھی۔

(آٹو بیاگرفی جلد اول)

ایڈنبرا میں ۱۸۸۷-۸۸ء میں اچھی طرح پر ایک سو پونڈ سالانہ میں گزر کرتا تھا، اور کبھی کبھی مکان سے رقم آجاتی تھی، بمقابلہ لندن کے وہاں مصارف کم تھے میری مالکہ مکان کمرہ گرم کرنے کے واسطے کوئلہ مفت دیتی تھی لندن میں ایک ٹوکرا کوئلہ کا ۶ پنس دینا پڑتا تھا، سنیما کے جانے والوں کو ایک نشہ کی سی عادت ہوجاتی ہے لڑکے اپنا ناشتہ موقوف کردیتے ہیں اور سنیما کے ٹکٹ کے واسطے رقم بچاتے ہیں۔ کالج کے طلبہ کی اگرچہ سنیما کی وجہ سے قوت بالیدگی خراب ہوجاتی ہے، لیکن وہ اکثر سنیما کو جاتے رہتے ہیں، سنیما اخلاق اور تندرستی پر بھی بُرا اثر علاوہ مصارف کے بار کے کرتا ہے، کیونکہ گھنٹوں تک سنیما میں بند جگہ بیٹھے رہتے ہیں اور نظر سے ہی بہت کام لینا پڑتا ہے، خیالی امور جو سنیما میں ہوتے ہیں ان کی خواہش نہایت قابل اعتراض ہے۔

(کانفرنس گزٹ علی گڑھ ۸ راگست ۱۹۳۵ء)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط شاہ حبش کے نام

مکتوب مقدس شاہی خزانہ میں ابتک محفوظ ہے

جس وقت مسلمانوں پر کفار عرب کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو کچھ مسلمان عرب سے ہجرت کرکے حبش کو چلے گئے تھے، پیغمبر آخرالزمان نے انہی دنوں ایک خط نجاشی ثالث شاہ حبش کے نام ارسال فرمایا تھا، جو فولادی قلمدان کے ایک خانہ میں پرنیا (ریشم) کے اندر لپٹا ہوا شاہی خزانہ میں ایک قدیم آہنی صندوق میں محفوظ پڑا ہے، آہنی صندوق خزانہ شاہی کے مستحکم ترین کمرہ میں مقفل رہتا ہے، اسی کمرہ میں ایک لکڑی کا ٹکڑہ بھی طلائی صندوقچہ میں محفوظ پڑا ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس صلیب کا ٹکڑہ ہے جس پر حضرت عیسیٰ ؑ کو لٹکایا گیا تھا، شاہی خزانہ کے جس کمرہ میں یہ متبرکات پڑے ہیں، اس کا نام آثار عتیق ہے، جب کبھی سلطنت حبش پر کوئی مصیبت آتی ہے تو شاہ حبش خود اس خزانہ کے کمرہ میں جاتا ہے، اور دوزانو ہوکر خدا سے دعا مانگتا ہے کہ اس مصیبت سے اسے نجات دی جائے، بلا ٹل جائے، اور مصیبتیں دور ہوجائیں۔

مکتوب نبی صلعم کی برکات

چنانچہ اس مکتوب مقدس کی برکت سے مشکل آسان ہو جاتی ہے، چنانچہ جب اٹلی کے ساتھ حبش کی پہلی جنگ ہوئی تھی، تو شاہ حبش نے اسی مکتوب مقدس کو بارگاہ ایزدی میں شفیع بنایا، اور حبش کو دشمن پر ایسی شاندار فتح حاصل ہوئی کہ جس نے آج تک اٹلی کو سرنگوں رکھا، نیز جب ادویمس اول کے خلاف قبیلہ زعطی نے بغاوت کی اور شاہی محل کو گھیر لیا تو بادشاہ نے اسی کمرہ میں پناہ لی، جس میں حضرت ختم المرسلین ؐ کا مکتوب گرامی محفوظ پڑا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے بادشاہ کو بچالیا، کیونکہ باغیوں کے سردار پر بجلی گری، وہ وہیں بھسم ہوگیا، اس کی موت سے باغیوں پر ایسی ہیبت چھائی کہ وہ حالت بیم وہراس میں شاہی محل کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آجکل چونکہ اٹلی نے اپنی افواج کو ابی سینیا یعنی حبش کی سرحدات پر جمع کر رکھا ہے اور حبش پر خوف وہراس طاری ہے، اس لئے حبشی مسلمانوں کا ایک وفد شاہ حبش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی وقت شاہ حبش کے حکم سے خزانہ شاہی کے دروازے کھول دیئے گئے، اور ارکان وفد کو کمرہ آثار عتیق میں بٹھایا گیا، جہاں پر ان کی خاطر مدارات قہوہ سے کی گئی، بعدازاں وہ فولادی قلمدان نکالا گیا، جس کے ایک خانہ کے اندر خاتم النبیین صلعم کا اصل مکتوب گرامی محفوظ ہے، جو حضور دوجہاں صلعم نے نجاشی ثالث کو بھیجا تھا، مکتوب گرامی ایک چرمی کاغذ پر عربی زبان میں مرقوم ہے جس کا رسم الخط قدیم عبرانی تحریر سے ملتا جلتا ہے، درمیانی اور زیریں حصہ کی عبارت بقدر نیم انچ کے اڑ گئی ہے اور دستخط کی بجائے رسُول اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے، جس وقت مسلم وفد کے سامنے یہ بیش بہا گوہر آیا تو فرط محبت اور جوش عقیدت سے ارکان وفد کی آنکھوں سے آنسو پھوٹ پڑے، اور وہ اس مہر مبارک کو بوسہ دینے کیلئے بیتاب ہوگئے جو پیغمبر آخرالزمان صلعم نے اپنے دست مبارک سے لگائی تھی

بعدازاں سلطان کے افسر خزانہ نے جو نسلاً بعد نسلاً مسلمان چلا آتا ہے، باقی مسلمانوں کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی کہ ان کے وطن کی عزت کو شر اعداء سے محفوظ رکھے، اس کے بعد ارکان وفد کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا عثمان غزوئی نے شاہ حبش کو مسلمانوں کی وفاداری اور جاں نثاری کا یقین دلایا، بادشاہ نے جواب میں فرمایا، مجھے اسلام کی تاریخی ہمدردی اور دوستی پر ناز ہے، اور اس بات پر فخر ہے کہ حبش نے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دوستی حاصل کی۔

مکتوب مقدس کی نقل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد عبد اللہ و رسولہ الی النجاشی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک حبش سلامٌ علیٰ من اتبع الھدیٰ اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون - " محمد الرسول اللہ "

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی طرف سے قوم حبش کے بادشاہ نجاشی کی طرف، ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام ہو، اما بعد میں تجھے اسلام کی طرف لاتا ہوں، اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو محفوظ ہو جائیگا اور خدا تجھے دگنا اجر دیگا، اور اگر تو نے اعراض کیا، تو قبطی قوم کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئے گا، اے اہل کتاب! آؤ ہم ایسی کتاب پر اتفاق کر لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، یعنی یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے اور اگر وہ اعراض کریں تو کہدو کہ اس بات پر گواہ رہنا کہ ہم تو اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔ " محمد الرسول اللہ "

تپ دق کی مجرب دوائی

تپ دق بہت ہی موذی مرض ہے کیونکہ یہ بطور موروثی ہو کر خاندانوں کے خاندان ہی تباہ کر دیتا ہے اور آجکل اس مرض کی عام شکایت ہے اگر اول اور دوم درجہ میں "اکسیر دق" کا باقاعدہ استعمال کیا جائے تو یقینا مرض جاتا رہتا ہے اور جن گھروں میں یہ مرض ورثہ میں قرار پا گئی ہے اگر حفظ ماتقدم کیلئے یہ دوا "اکسیر دق" کا استعمال کرایا جائے تو اس موذی مرض سے پوری حفاظت ہو سکتی ہے، یہ دوا ہمارے خاندان میں کئی پشتوں سے مجرب چلی آتی ہے اور پنجاب کے اکثر اضلاع میں اس کی غیر معمولی شہرت ہے، اعضائے رئیسہ و شریفہ کی زائل شدہ طاقت کو بھی واپس لانے کیلئے یہ بہترین چیز ہے، خوراک دن میں تین دفعہ تین تین رتی بہمراہ سادہ پانی، قیمت فی شیشی جس میں تخمیناً ایک اونس کے قریب دوائی صرف چھ روپے۔

ملنے کا پتہ:- حکیم سید زین العابدین عرف سندھی شاہ، سابق طبیب ریاست فرید کوٹ، حال راجہ سانسی، ضلع امرتسر

حیدرآباد دکن میں چودھری سر ظفراللہ خانصاحب کا ورود مسعود

آنریبل چودھری سر ظفراللہ خاں صاحب اپنے جنوبی ہند کے دورہ کے دوران میں بتاریخ ۹ اگست ۱۹۳۵ء تین بجکر پچیس منٹ پر سکندرآباد ریلوے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے، آمد سے ایک ہفتہ قبل اطلاعیں موصول ہو رہی تھیں کہ چند گھنٹوں کیلئے سر موصوف یہاں رونق افروز ہوں گے، جوں جوں تشریف آوری کا وقت قریب آتا گیا، احباب کا اشتیاق ملاقات بڑھتا گیا، چونکہ تشریف آوری نہایت قلیل وقت کیلئے تھی، اس لئے یہ طے ہوا کہ تمام جماعت اسٹیشن سکندرآباد پر موجود رہے، اور موقعہ ہو تو وہیں ملاقات کر لے ورنہ کسی اور جگہ ملاقات کا موقعہ نکالا جائے، میر سعادت علی صاحب جے، ایم - ابراہیم بھائی جماعت حیدرآباد سکندرآباد کی طرف سے استقبال کے لئے چند اسٹیشن آگے رگھوناتھ پلی اسٹیشن پر پہنچے ہوئے تھے، جناب چودھری صاحب کا سیلون جب پلیٹ فارم پر پہنچا، تو احباب جماعت نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اسٹیشن پر نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر - نواب اکبر یار جنگ بہادر - خان بہادر احمد الہ دین صاحب سکندرآبادی - مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد - سیٹھ عبداللہ بھائی صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد، حافظ عبدالعلی صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، مولوی ابوالحمید صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ، و سیٹھ محمد غوث صاحب اور دوسرے معززین استقبال کیلئے موجود تھے، جناب چودھری صاحب موصوف نے امیر جماعت حیدرآباد و سکندرآباد سے مصافحہ فرمایا اور انہوں نے پھولوں کے ہار ان کے زیب گلو کئے، مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بعد فوٹو لئے جانے کا انتظام کیا، جناب چودھری صاحب نے ۴½ بجے شام سے ۵½ بجے تک کا وقت جماعت کو ملاقات کیلئے دیا، اس ملاقات سے قبل آپ سید انعام اللہ شاہ صاحب کی قبر پر دعا کرنے کے لئے تشریف لیگئے اور جماعت کے احباب احمدیہ جوبلی ہال میں جمع ہو گئے جو خوب سجایا گیا تھا، ۶½ بجے جناب موصوف تشریف لائے، اور تمام احباب سے ملاقات کی، اس کے بعد امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن نے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے ایڈریس پیش کیا، جس میں مکرم و معظم چودھری صاحب کے اوصاف و اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جماعت کے حالات بھی پیش کئے، نیز مملکت آصفیہ کی معدلت گستری اور رواداری کا بھی ذکر کیا، جناب چودھری صاحب نے جواب دیتے ہوئے اس امر پر مسرت کا اظہار فرمایا کہ حکومت کے تعلقات جماعت احمدیہ کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ ہیں، اور ارشاد فرمایا کہ بڑھنے والی جماعتوں کے نصب العین ہمیشہ بلند ہوتے ہیں اور بلندیوں کی راہوں میں قربانیوں کے مطالبات ضروری ہیں، مصائب و آلام ہماری تربیت و اصلاح کیلئے آتے ہیں، آخر میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ابتلاؤں سے بچائے اور اگر ابتلا خدا کی طرف سے مقدر ہوں تو پھر صبر و استقلال عطا فرمائے -

اس کے بعد سید حسین صاحب ذوقی اور محمد عبدالقادر صاحب صدیقی نے اپنی نظمیں جناب چودھری صاحب کی خدمت میں پیش کیں، اس کے بعد نماز مغرب پڑھی گئی، پھر جناب چودھری صاحب موصوف اللہ اکبر کے نعروں میں سکندرآباد روانہ ہو گئے۔ وہاں سے روانگی کے وقت بھی جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے احباب اسٹیشن پر موجود تھے، (نامہ نگار)

سامان کی صفائی

میز اور کرسی وغیرہ کو صاف کرتے وقت پانی میں تھوڑا سا سہاگہ ملا لیں تو صفائی نہایت اچھی ہوگی - کپڑے پر شکچر کے داغ لیمو رگڑنے سے صاف ہو جاتے ہیں - اور سیاہی کے داغ دور کرنے کیلئے پہلے گرم دودھ سے اچھی طرح ملو، پھر صابن سے اچھی طرح دھو ڈالو ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتی فوج کے بانی جنرل بوتھ کی زندگی اور کام کے کچھ مختصر حالات

جنرل بوتھ کا جنم ناٹنگھم واقع انگلینڈ میں ۱۰ اپریل ۱۸۲۹ء کو ہوا تھا، جب یہ تین سال کے ہوئے تو ان کے باپ کی وفات ہوئی اور یہ صرف ایک نہایت غریب اور مصیبت زدہ بیوہ کے اکلوتے بیٹے رہ گئے، ان کے باپ تعمیر عمارت کا کام کیا کرتے تھے، ان کی ماں کا سوبھاؤ غیر معمولی طور سے ہمدردانہ تھا، ولیم بوتھ کہا کرتے تھے کہ یہ میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے ایسی نیک ماں کے گھر جنم لینے کا استحقاق ہوا، ہر حال میں اور ہر جگہ میں اور ہر وقت میں اپنی تمام عمر میں یہ اُن کا تکیہ کلام ہوا کرتا تھا، "تم میرا کچھ خیال نہ کرو یا میری کوئی پرواہ نہ کرو۔" ساری زندگی میں ان کی یہ زبردست خواہش رہی کہ دوسروں کو سکھی کرنا ہے نہ صرف اپنے بچوں کو بلکہ اپنے گھر ہر ایک جن کو اور ہر ایک اس شخص کو بھی جس سے کچھ بھی ان کا واسطہ پڑے، دوسروں کے دُکھ اور مصیبت کو دور کرنا اُنکی عین راحت ہوتی تھی ان کے دروازے سے کبھی کوئی فقیر خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا کسی بدبخت کے دُکھ اور مصیبت کو دیکھ کر ان کا دل پگھل جاتا تھا، اور جہاں تک ان کی طاقت میں ہوتا تھا، وہ اُسکو دور کرنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھاتی تھیں، بدقسمت غریب لوگوں کے لاچار بچے ان کے رحم کے ضرور ہی مستحق ہوتے تھے، اور بدکاروں کے بچوں پر وہ بہت زیادہ رحم کھاتی تھیں، کیونکہ جو لوگ ان کی پیدائش کا موجب بنتے تھے، وہ ان کی پرورش کا بوجھ بجائے اپنے اوپر لینے کے اُنہیں اپنے لئے بہت بڑی مصیبت معلوم کرتی تھی۔

جنرل بوتھ لکھتے ہیں۔ کہ میں جب پندرہ سال کا تھا تب میرے اندر اس قسم کا خیال بار بار آکر دق کرتا تھا کہ میں جو اپنی زندگی دنیا کا ایک یا دوسرا معمولی کام کر کے گزارتا ہوں، اس کیلئے ایکدن مجھے ضرور پچھتانا پڑے گا، اس کے لئے مجھے ضرور سزا بھگتنی پڑے گی، میں اپنے اس فکر کو دور کرنے کیلئے میتھوڈسٹ چرچ میں شامل ہوگیا ان کی انجمنوں میں شامل ہونے لگا، اور مدحیہ گیت گانے دُعا اور تبلیغ کرنے میں مجھے دلی راحت محسوس ہوتی تھی مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا، کہ میرے لئے کسی بُرے فعل کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ جو بُرے کام میں پہلے کر چکا ہوں اس کا کفارہ کرنا بھی ضروری ہے، اور ایسا کر کے ہی میں خدا کا قرب حاصل کر سکتا اور اسکے نزدیک رہ سکتا ہوں، ورنہ بہشتی دنیا میں داخل ہونے کا دروازہ میرے لئے بند ہے، میں نے ایک شخص کے ساتھ بُرا سلوک کیا ہوا تھا، اور اس کا کفارہ کرنا مجھے ضروری محسوس ہوتا تھا وہ بُرا کام یہ تھا کہ لڑکپن میں میں نے ایک دفعہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک سودا کیا، میں نے ان کو ایک چیز یہ کہکر فروخت کی کہ میں یہ آپکو محض دوستی کی بنا پر کم دام پر دے رہا ہوں جبکہ دراصل میں وہ چیز نفع لے کر ان کو دے رہا تھا، اُنہوں نے اس کیلئے شکرگزاری کے اظہار میں مجھے چاندی کا ایک پنسل کیس دیا، ان کے اس چاندی کے کیس کا واپس کرنا تو میرے لئے آسان تھا، لیکن اس کے متعلق اپنے اس دھوکے کا اظہار کرنا میرے لئے سخت مشکل تھا اور میں کئی دن تک اس کا اظہار ان کے سامنے نہ کر سکا، مجھے وہ کمرہ، کمرے کی وہ جگہ جہاں اس کے متعلق کفارہ کرنے کا خیال میرے اندر پیدا ہوا تھا اور وہ گھڑی جبکہ ایسا کرنے کا خیال آتا تھا، سب اچھی طرح سے یاد ہے، گویا یہ کہ کل کا واقعہ ہے، میں اپنی جگہ سے اٹھا اور دوڑ کر ان کے پاس جن کو میں نے دھوکا دیا تھا گیا اور جاکر اپنے گناہ کا اقرار کیا، اور بہت افسوس اور شرمساری کے ساتھ پنسل کیس ان کو واپس کیا اس کے بعد اس گناہ کا بوجھ میرے دل سے اتر گیا، اور اس کی بجائے ایک عجیب راحت مجھے حاصل ہوئی اور اس راحت سے ہی اپنے ساتھی انسانوں کی خدمت کا بھاؤ میرے اندر زوردار طور سے بڑھ گیا،

اس عمر میں میری زندگی میں ایک ایسا وقت آیا کہ دنیوی عیش و عشرت، دنیوی فائدے، اور دنیوی علوم و فنون میری نظروں میں بالکل پھیکے پڑ گئے، تمام ناول خواہ وہ ...... کے ہوں یا ...... وغیرہ کے، ان سب دلفریب ناولوں کے مقابل میں حضرت مسیح کی نیک زندگی کے حالات میرے دل کو غیر معمولی طور سے کشش کرنے لگے، بڑے سے بڑے فصیح تقریر کرنے والے بھی پال جیسے مسیح کے بھگت کے مقابل میں مجھے کوئی کشش نہیں کرتے تھے، اپنی غریب ماں اور اپنی بہنوں کی مدد کرنے کیلئے بھی روپیہ کمانے کی خواہش اوروں کے دکھوں کے مقابل میں سب مدھم پڑ گئی، ان تمام چیزوں کیلئے جو دنیا مجھے پیش کر سکتی تھی، میرے اندر سے کشش جاتی رہی، ان دنوں میرے اندر ایسے پاک ولولے پیدا ہوتے تھے، کہ میں حضرت مسیح کی خوشخبری دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچانے کیلئے جو دُکھ اور مصیبت سر پر آوے اُسے خوشی خوشی برداشت کرنے کیلئے تیار ہو سکتا ہوں،

جنرل بوتھ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ " میں اتوار کو کوئی دنیوی کام کرنا پسند نہ کرتا تھا، اور سنیچر کی رات کے ایک بجے کے بعد میں اتوار سمجھ لیتا تھا، میرے رشتہ دار اور بہت سارے میرے ہم مذہب دوست میرے اس خیال پر ہنسی اڑایا کرتے تھے لیکن میں نے کبھی ان کی پرواہ نہیں کی اور اسلئے میں نے اپنے آقا کو بھی کہدیا کہ میں اتوار کو ان کی دکان کا کوئی کام نہیں کروں گا، اس پر اس نے کہا کہ اگر تم نہ کرو گے تو میں تمکو برخاست کر دوں گا، میں نے اس سے کہا کہ میں سوموار کی صبح کے ۱۲ بجے سے کام کرنا شروع کرونگا اور سنیچر کی رات کے ۱۲ بجے تک کام کرتا جاؤنگا، لیکن اتوار کو ایک منٹ یا ایک لمحہ بھی کام نہ کرونگا، اور بالکل کام نہ کروں گا، خواہ آپ ساری دولت بھی مجھے دیدیں، وہ اپنی بات پر بکا رہا اور اس نے مجھے دکان سے نکال دیا۔ اب میرے آس پاس کے لوگ مجھے بیوقوف سمجھ کر مجھ پر ہنسی اُڑانے لگے، لیکن میں اپنی بات پر قائم رہا اور سات دن کے بعد ہی میرے آقا کو پتہ لگ گیا کہ میں اس کیلئے بہت مفید ثابت ہوتا تھا اس لئے اس نے مجھے واپس بلا لیا، میں چلا گیا، پندرہ دن بعد ہی وہ اپنی نوجوان بیوی کو اپنے ساتھ لیکر پیرس کی سیر کیلئے روانہ ہوگیا، اور اپنی دکان جس کا ہفتہ وار خرچ اور آمدن ہزاروں پونڈ کا ہوتا تھا، تمام ذمہ داری مجھ پر چھوڑ گیا۔"

جنرل بوتھ کی عمر سترہ سال کی ہی تھی، جبکہ وہ ایک اچھا پرچارک سمجھا جانے لگا، اور ابھی اس کی عمر ۱۹ سال کی تھی کہ اس کے پادری نے اسکو اپنی زندگی اس کام میں وقف کر دینے کے لئے مجبور کیا، اس وقت وہ اپنی جسمانی صحت کے لحاظ سے پرچار کے کام کو مشکل خیال کرتا تھا، اور ڈاکٹر کا بھی یہی خیال تھا لیکن وہ اپنے اس مدعا کو پورا کرنے کیلئے ایسا پکا تھا کہ اس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ اپنی رائے کا منسٹر سے اظہار نہ کریں اور ایک سال تک مجھے یہ کام دیں، ڈاکٹر نے کہا کہ اس کام کیلئے جب تک کسی آدمی کا جسم اور اس کی چھاتی نہایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضبوط نہ ہوں، تب تک وہ اس کام کو نہیں کر سکتا۔ تمہاری صحت ایسی ہے کہ تم اس کام میں ایک سال کے اندر اندر ختم ہو جاؤ گے، لیکن اس کے چند دن بعد ہی ڈاکٹر صاحب تو چل بسے، اور جنرل بوتھ نے برچار کا کام جاری رکھا، اور اس کے بعد ۲۰ سال تک اس کام کو کرتے رہے۔

جنرل بوتھ کے کام میں لوگوں کی طرف سے مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا ہے۔

"مکتی فوج کے جو اجلاس ہوتے تھے، ان میں مخالف لوگ بڑا فساد ڈالا کرتے تھے، وہ خواہ مکان کے اندر ہوں یا باہر سڑک پر، اجلاس میں محض شور مچانے پر ہی اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ کیچڑ اور مٹی لے کر ہم پر پھینکا جاتا تھا۔ بعض دفعہ اندھیری راتوں میں گھونسے اور لاتیں بھی لگائی جاتی تھیں، اور جب ہم کسی سپاہی کو آتا دیکھتے تو بجائے آرام محسوس ہونے کے ہم اُلٹا دکھ محسوس کرتے تھے کیونکہ وہ ہماری حفاظت کرنے یا ہمکو مدد پہنچانے کا تو خیال کرتا ہی نہ تھا بلکہ وہ یہی کہتا تھا کہ آگے جاؤ، آگے جاؤ، یہاں مت کھڑے ہو، اور یہ ٹھیک اس وقت ہوتا تھا جبکہ ہمارے پاس آدمیوں کا کافی مجمع ہو جاتا تھا تو اسوقت یا تو وہ یہ بہانہ کرتا تھا کہ تم لوگ شارع عام کو روک کر کھڑے ہو یا بدامنی پیدا کر رہے ہو، لیکن ہمارے جنگ کیلئے یہ باتیں بڑی برکت کی چیز تھیں، اس سے ہمارے اور ہمارے تبدیل شدہ جنوں کے اندر ایسا بل اور ہمارا آتا تھا کہ ہم لوگ باوجود تمام مخالفتوں اور تراشاؤں کے برابر اپنی سبھائیں کرتے تھے اور خدا کی بلندی کیلئے اپنی آواز کو بلند کرتے تھے، ہمارے اندر قوت برداشت بڑھتی جاتی تھی، اور دعا پر بھروسہ ہمارے اندر پیدا ہوتا تھا اور جو ہمیں ستاتے تھے، ان کیلئے گہری ہمدردی اور ان کو اس سے بچانے کا بھاؤ پیدا ہوتا تھا، اور ہمارے کتنے ہی نئے تبدیل شدہ اور بزدل سپاہی اس مخالفت سے بڑے دلیر اور باحوصلہ بن گئے، اس سے انگلینڈ کے کتنے ہی حصوں میں ہمارا کام بڑھ گیا، اس مخالفت سے وہ بھی ہمارے یہاں آنے لگے جو کبھی ہم سے نہ ملتے تھے، انہوں نے تب ہمارا بھید لینے کیلئے ہمارے یہاں آنا جانا شروع کیا ایک ایک سبھا ایسی مخالفت میں بھی ایسی مؤثر ہوتی تھی کہ اس میں شامل ہونے والے بحس و حرکت ہو کر جم کر بیٹھے*

اخبار فاروق نصف قیمت میں

یہ اخبار جو خاص تبلیغی پرچہ ہے، دار الامان قادیان سے مہینے میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ اس میں اندرونی اور بیرونی مخالفین سلسلہ احمدیہ و معاندین اسلام کے اعتراضوں کے نہایت متانت سے مگر دندان شکن جوابات دیئے جاتے ہیں، سالانہ چندہ چار روپیہ اور ششماہی دو روپیہ ہے، اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے، کہ جدید خریداران کو مندرجہ ذیل پانچ روپیہ کی کتابوں میں سے جو دوست ایک سال کیلئے خریدار ہوں ان کو دو روپیہ کی اور جو چھ ماہ کے واسطے خریدار ہوں ان کو ایک روپیہ کی کتابیں ان کی حسب پسند مفت بطور انعام دی جائیں، اس طرح گویا ان کو نصف قیمت میں یہ اخبار ملے گا، پس اگر آپ سال بھر کے لئے خریدار بننا چاہتے ہیں تو ذیل کی کتابوں میں سے دو روپیہ کی اور اگر چھ ماہ کے واسطے خریدار بنیں۔ ایک روپیہ کی انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں، یہ کتابیں صرف فاروق کے چندہ سالانہ یا ششماہی میں وی پی کی جائیں گی، محصولڈاک بذمہ خریداران ہوگا۔

یہ رعایت صرف ایک سو جدید خریداران کو ملیگی، اس سے زائد کی تعمیل نہیں ہوگی، جلد درخواست بھیجیں۔

تبلیغ رسالت - حضرت مسیح موعودؑ کے دو سال ۹۸-۹۹ء کے ان اشتہاروں کا مجموعہ جو حضور نے اتمام حجت کے طور پر اپنی صداقت کیلئے شائع کئے، دو جلد قیمت دو روپے (عگار)۔

تنقید صحیح - مولوی جلال الدین شمس سابق مبلغ دمشق کی تصنیف بابی مذہب کی تردید میں۔ قیمت ۸؍

مباحثہ مونگیر ہر دو حصہ - علاقہ بہار میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو مشہور مباحثہ ہوا تھا، قیمت ۸؍

تجلیات رحمانیہ - مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ شہادات مرزا وغیرہ کا جواب، از قلم باطل شکن مولوی اللہ دتا فاضل جالندھری حال مبلغ دمشق - ۶؍

بٹالوی کا انجام - رئیس المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی کے آغاز و انجام کا پورا نقشہ اور بٹالوی کے متعلق پیشگوئی کا پورا ہونا - قیمت ۳؍

تحفہ مستریان - مستریان مباہلہ کے فتنہ کا انکشاف اور ان کی دعوت مباہلہ کا مکمل جواب۔ قیمت ۵

خطبات نمبر - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے چار ابتدائی تاریخی خطبوں کا مجموعہ جو حضور نے گذشتہ سال احرار اور گورنمنٹ اور احمدی جماعت کے متعلق فرمائے، قیمت ۳؍

چھوت کا بھوت - مسلمانوں کو ہندوستان میں اپنی ہستی قائم رکھنے کیلئے جو کرنا چاہئیے، وہ اس میں بتایا گیا ہے۔ قیمت ۲؍

تنبیہ زباندراز - آریوں کی تردید میں لاجواب، ۱؍ **ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام** ۱؍ **ویدک توحید کا آئینہ** رد آریہ ۲؍، **ہدیہ قاسم** نظم میں ۱؍، **ہدایات زریں برائے مبلغین** ۵؍

پتہ: مینیجر اخبار فاروق، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رسالہ رسول جہاںؐ مفت

انجمن رفیق الاسلام گڑگانوہ کا تیرہواں رسالہ رسول جہاں شائع ہو گیا ہے، جیبی تقطیع کے ۱۶۰ صفحوں میں دلکش اور سادہ زبان میں سچے موتی بکھرے ہوئے ہیں، رسول پاکؐ کے سوانح مبارک اتنے تھوڑے صفحوں میں اسقدر جامع ملنا مشکل ہیں، ہر ہر سطر میں نئے نئے سبق آپ کی امت کو ملتے ہیں اور ہر صفحہ میں ترقی کی راز موجود ملینگے، یہ رسالہ ہر مسلمان پڑھے اور دوسروں کو سنائے مولودوں میں پڑھے، بچوں کو حفظ کرائے، یہ رسالہ پانچ پیسے کی ٹکٹ محصول ڈاک کیلئے بھیجنے پر پتہ ذیل سے مفت ملسکتا ہے اگر سابقہ موجود رسالے رفیق حج اور رفیق نکاح بھی منگانا ہوں تو دو آنہ کے ٹکٹ بھیجئے، یہ رسالے کسی حالت میں بیرنگ اور وی پی نہیں بھیجے جاتے، ایسی کام کرنیوالی انجمن کی امداد ہر مسلمان پر فرض ہے اور صحیح خیرات ہے۔

(مولوی محمد ظفر خانصاحب وکیل گڑگانوہ (پنجاب)

* رہتے تھے اور بالکل کوئی نہ ہلتا تھا، ان مخالفوں میں سے ہی بہت سے بڑے بہادر سپاہی اور افسر نکلے۔ ۲۰۲ گ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابیل سنگھ صاحب ایم اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی، دس پندرہ صفحات سرسری پڑھتا رہا اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں میں نے پہلے انگریزی میں بھی ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا، اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں، آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے، مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا، تو وہ غلط فہمیاں جو خود غرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی، خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے، میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔"

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے لائق ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنی فروری کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے، سوا سات سو صفحات ہیں کپڑے کی سنہری جلد ہے، ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے، کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ چھپا ہے، مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتب کو ضرور پڑھنا چاہئیے، گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کیلئے بھی فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے، ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کو دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے محض اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے، میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں، بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں۔"

جناب سردار جیون سنگھ صاحب نائب تحصیلدار

پولیٹیکل آفس سبی (بلوچستان) لکھتے ہیں کہ "گو مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو نہیں مل سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہ پڑھ سکوں، تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں، قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے، قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے رہتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں، مثلاً لفظ "انشاء اللہ" کو لیجئے، اس کے معنی ہیں اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے، جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے، کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے، تا کہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا، میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دیکھنی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے، یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے، شنیدہ کے بود مانند دیدہ "گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے، مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی، بس شیخصاحب کا نام ہی کافی ہے جو سونے پر سہاگہ ہے، خدا کرے کہ ایسے عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تا کہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تا کہ "اللہ اکبر" کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں اور اس کی زد سے بچ جائیں یہ ترجمہ پڑھ کر اب وہ اخیر تک اذان سن سکیں گے، مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی، جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی آواز آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں میں اسوقت گو کچھ سمجھ تھا مگر اس قدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید ملا گالیاں نکالتا ہوگا، جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے جب میں نے ہوش سنبھالا، اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا، تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع "خود غلط بود آنچہ پنداشتیم" اب شیخصاحب کی مہربانی، کشادہ دلی، اور عرقریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کے رنگ ہیں، میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخصاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخصاحب کو مامون و محفوظ رکھے اور اس نیک کام نیک اجر بخشے۔"

میری دیرینہ تمنا برآئی!

جناب گیانی بھگت سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی ہری گورو سکھ سبھا سمہ سٹہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب نور مجھے مدت سے بہت عرصہ سے اشتیاق تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم سے آگاہی حاصل کی جائے مگر بوجہ عربی کے نہ جاننے کے ہم محروم تھے اتفاق حسنہ سے آپ کے ایک قادیانی بھائی کے توسط سے فرقان حمید کا گورمکھی ترجمہ چند یوم کیلئے ملا، جس سے یہ دیرینہ خواہش برآئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھنے سے معلوم ہوا کہ واقعی قرآن مجید ایک روحانی اور لائق ستائش کتاب ہے ہم آپ کے ممنون ہیں اور آپ کے ہاتھ کا ٹیکہ پڑھ کر بیحد خوش ہوئے ہیں، اور ہماری طرف سے اہل قادیان کو ست سری اکال کہہ دیں"

جناب گیانی ویدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ ہائی سکول نوگلوالہ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں، کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک ... مطلب کو سمجھا ہے، بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی، کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے، آج تک کروڑوں مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں، مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے، جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو، سردار صاحب کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے، جو عربی نہیں جانتے تھے، مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں، آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی، قصہ کوتاہ مترجم نے علاوہ ازیں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی، قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے، میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بار آور فرمائے"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹ ماسٹر

خانپور (ریاست بہاولپور) لکھتے ہیں کہ میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا، جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور مخلوق خدا کے لئے نور خدا کا چشمہ کھول دیا، چند روز ہوئے، جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد، "مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں، اور میں نے بغور پڑھیں، میں نے تقریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں، جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (Open fact) بین حقیقت ہے، قرآن شریف کے اُپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں، سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں، سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کے لئے مبارکباد دیتا ہوں، آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کرکے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں، واہگورو جی آپکو اس سے زیادہ طاقت بخشیں آمین

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی

(سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی) ارٹھہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا، اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے، اس دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے، میری پرارتھنا (دعا) ہے، کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے، میں نے بہت سی پستکوں (کتب) کا مطالعہ کیا ہے لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی

رحیم یار خاں تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا، مگر بدلیشی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کرسکتا تھا، اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے، جو خاکسار کو اپنے دوست بالجہ غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے، جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے، بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت ... ہے، ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے، یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے"

سردار کرور اسنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر

سنگرور ریاست جیند لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کرکے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے، جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے"

جہنت وساوا رام صاحب گیانی گرنتھی

راجہ جنگ ضلع لاہور لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے، آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کرکے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے جو اننت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے، دوسرا کیا دیگا؟" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے سمی ساون کو منگوا کر دیا ہے، خدا اسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے، اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کیساتھ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے، مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا، ترجمہ واقعی عام فہم اور مصنف صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے" نوٹ۔ ایک اشد ترین مخالف کی قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ صرف دو روپے ہے۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن (رجسٹرڈ) دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں، کیونکہ دل میں نئی اُمنگ اعضا میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرتا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا بس اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف (عہ) پانچ روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

ڈاکٹر صاحبان اکسیر البدن کو ہی ترجیح دیتے ہیں

جناب ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب ایس اے ایس۔ آئی ایم ڈی انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے میری سفارش پر آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن کا استعمال کیا اور انہیں اس اکسیر سے بیحد فائدہ ہوا ہے جس کیلئے میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں، براہ کرم ایک شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجدیں۔"

بڑے بڑے لوگ تو موتی سرمہ کو ہی پسند کرتے ہیں!

کیونکہ ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ)

محصول ڈاک علاوہ

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ

تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا، گزشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا سرمہ استعمال کیا، مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بےچینی، سستی، اداسی، ذرا سے کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ۔ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس (عنہ) روپے، محصول ڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جسکو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی، دوران استعمال میں ایک حیر انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آج تک نہ ہوئی تھی، یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی، جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں۔ اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ! قریباً ۲۰۰ دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ) محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جاں بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمان صاحب ایرایرآبز ورٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونا ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں، جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کرکے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے ایک شیشی گلاں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ در گور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت صرف تین روپے (۳ عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں، اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کردیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کرکے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کرکے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، صرف ایک روپیہ محصول ڈاک علاوہ

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ، جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہو بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت تارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے (۵ عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، زیارح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے (۲ عہ) محصول ڈاک علاوہ

قبض کُشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ! اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو، تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے، اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو، تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے، اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایکسو گولی کی قیمت صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیں گی، قیمت یکصد گولی دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں، یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ در گور بنا دیتی ہے، ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف ۳ عہ (تین روپے) رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام، جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب مگھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام، جریان، سستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔"

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو، تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں، اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ در گور بنا دیتا ہے، لگ جاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے جسکی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی کمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں،

قیمت فی ڈبیہ صرف آٹھ آنے (۸ر)

محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکھٹا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۱۲/ کے صرف ۸/

آٹھ کتب کا اکھٹا سٹ خریدنیوالوں سے بجائے ۱۲/ کے صرف ۸/

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقاید کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے موید تھے۔ مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے، کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے ہے، اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

یہ مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف ۵/ محصول ڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بےنظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور باونے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۶/ جو تقریباً اصل لاگت ہے ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو اسلئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ، گورو کی بانی گورمکھی میں ۱/

یہ آٹھ کتب کا سٹ جسکی قیمت ۱۲/ ہوتی ہے اکھٹا خریدنے والوں سے صرف ۸/ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- **مینیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**